یا منتقم

جمعیت خدام عزا، کراچی کا اڑتیسواں لٹریچر

العسکریؑ

(حصہ دوئم)

گیارھویں امام حضرت حسن عسکریؑ کی شخصیت پر سیر حاصل بحث اور ان کے دشمن کے مضحکہ خیز شبہات کا قلع قمع

مصنف

زبدۃ العلماء مولانا سید آغا مہدی قبلہ لکھنوی

ملنے کا پتہ

النجف ۱۴۳/۱۷۔اے۔ فیڈ "بی" ایریا کراچی نمبر ۳۸

قیمت صرف اسی پیسے علاوہ محصول ڈاک

مصنف کے اولاد دختر و پسر کے دو اطفال

سید عابس حیدر (پوتہ) سید جعفر حسنین (نواسہ)
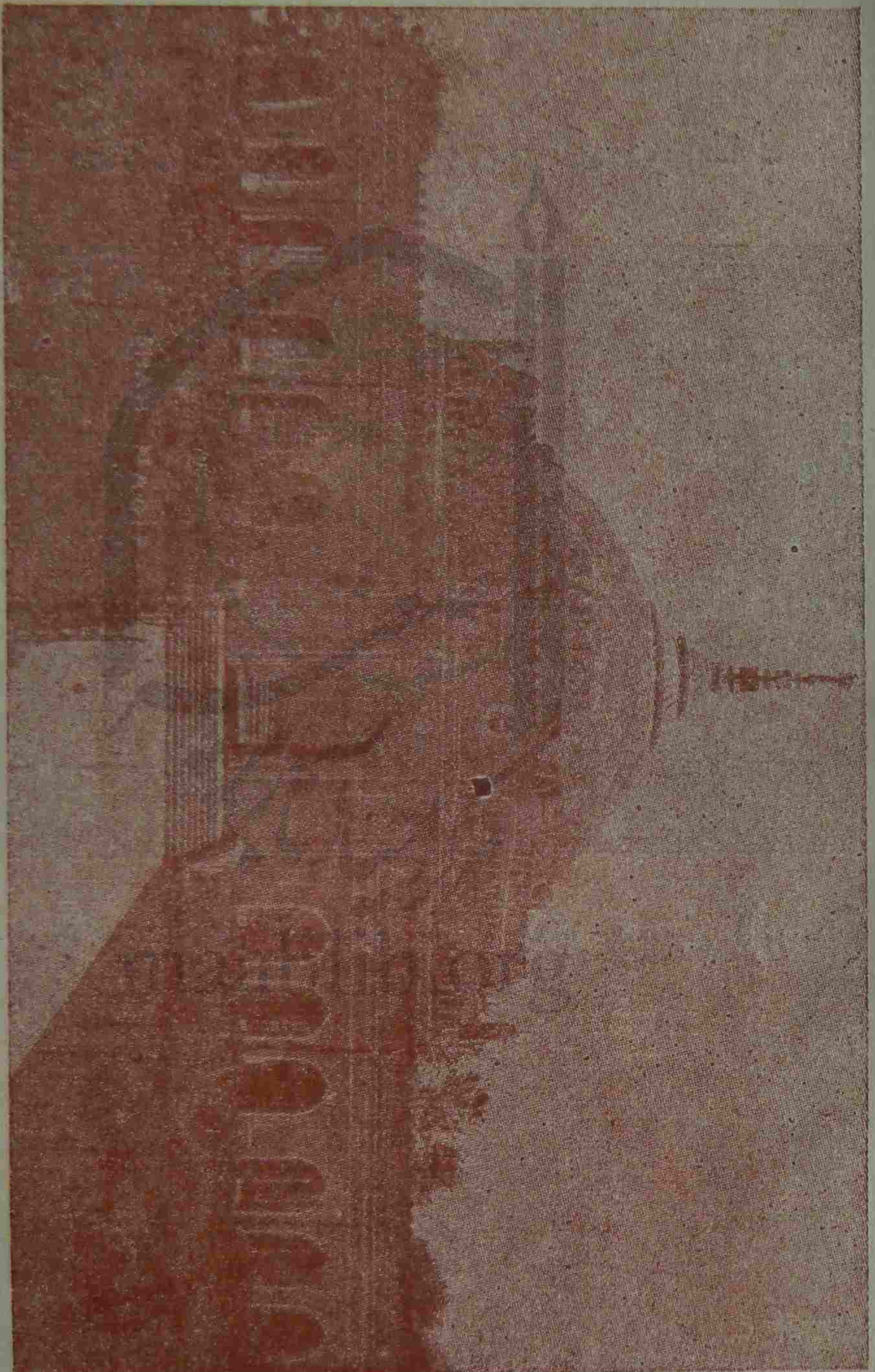
شاہ نجف لکھنؤ

باسمہٖ سبحانہ

جمعیت خدام عزا کراچی کا اٹھارواں نمبر العسکری اتنا مقبول ہوا کہ اس کی صرف ایک جلد دفتر میں رہ گئی ہے. اس لئے علاقہ دستگیر کی انجمن عسکری نے یادش بخیر امام حسن عسکری کی ایمان افروز سیرت پمفلٹ کی صورت میں ہر سال چھاپ کر بلا قیمت ۸ ربیع الاول کو نشر کرنا شروع کی۔ مگر افسوس ہے کہ آپس کے اختلاف میں یہ مقدس ماتمی گروہ بند ہوگیا۔ گیارھویں امام کی حریت دین اور وطن کو اتنے دل نشین الفاظ میں پیش کیا تھا کہ اس کی بقاء فکر و حکمت کے درخشاں باب کھول دے گا۔ اس لیے بہتر معلوم ہوا مطبوعات کو یکجا کر کے شائع کر دیں۔

زبدۃ العلماء مدظلہ کی خدمت میں استدعا کی کہ مرزائیت اور احمدی فتنہ کے قلع وقمع کے بعد دوسرا الغلی گھونسا "بہائی" اور بابی جماعت جو اپنے تئیں شیعہ کہہ کر کاظم رشتی اور احسائی کے عقائد کو نیا جنم دے رہا ہے۔ اس کا بھی جائزہ لیا جائے اور خاتمہ کلام میں سیرت امام پر اس سخت حملہ کا کہ معاذ اللہ وہ بے اولاد تھے، تحقیقی جواب قلم بند ہو الحمد للہ کہ ممدوح نے گوناگوں مشاغل میں خواہش پوری کی اور سلسلۂ کلام میں ایک نئے وسوسہ انداز اتہام کا بھی جواب دیا جو بر صغیر کے ایک صحافی نے اپنے جرائد میں درج کیا تھا کہ شیعوں میں جماعت کی نماز نہیں پڑھی جاتی۔ وہ امام زماں کے انتظار میں اس سعادت سے محروم ہیں اور بارھویں امام کا ظہور ہونے ہی پر شریک جماعت ہوں گے۔ ان تمام مباحث کا امام یازدہم کی زندگی سے تعلق ہے۔ اس لئے اشاعت ھذا کو العسکری کا دوسرا

حصّہ سمجھنا چاہیئے۔

اس کتابچہ میں اس سفید جھوٹ کا ایسا متین اور تحقیقی جواب ہے جس کو پڑھ کر انشاءاللہ العزیز قلوب منور اور آنکھیں روشن ہوں گی۔ نئی نسل کے لئے کامیاب رہنمائی ہوگی۔

الحاج سید منظور امام زیدی

انعام

اشد ضروری تصحیح

گزشتہ اشاعت سوانح حضرت زینبؑ صفحہ ۱ میں دو جگہ زینبؑ کی لفظ کو ایک الف کا اضافہ اور حرف زاء کا نقطہ مٹا کر رانیب پڑھئے اگر آپ نے اپنے نسخہ کی تصحیح کر کے اطلاع دی تو ایک مفید کتاب بلا قیمت دفتر اپنی طرف سے محصول ادا کر کے روانہ کرے گا۔

(یادداشت)

اس اشاعت میں دو فوٹو شامل ہیں۔ پہلا ارکان انجمن عسکری کا اور دوسرا لکھنؤ کی عظیم الشان عمارت شاہ نجف کا جو "العلی" میں درج ہونا چاہیئے تھا۔ کارکنان کی بے توجہی سے شامل نہ ہوا میری مجبوری کو معاف کیجیئے اس اشاعت کے صفحہ ۲۷ میں دس برس کے بجائے پانچ برس صحیح ہے

العسکری حصہ اوّل پر ذمہ دار علماء کی رائے

سمندر پار ڈوڈوما (افریقہ) کا گرامی نامہ

بگرامی خدمت سرکار حجۃ الاسلام مولانا سید آغا مہدی صاحب قبلہ!

بعد ابلاغ سلام آنکہ سرکار کا مکتوب گرامی صادر ہوا۔ تاریخ سلطان العلماء طاب ثراہ اور العسکری دونوں کتابیں بائی ایئر میل موصول ہوگئیں۔ تاریخ سلطان العلماء بڑے مزے کی کتاب ہے۔ معلومات کا زبردست ذخیرہ ہے۔ جناب کے جس قدر مصنفات و مؤلفات تیار ہوں ان کو ارسال فرما کر ثواب حاصل فرمائیں۔ خداوند عالم سرکار عالی کے وجود ذی جود کو محفوظ و مصون رکھے۔ فجزاکم اللہ خیر الجزاء آپ کی وہ کتاب جس میں لقد کرمنا بنی آدم پر مجالس عشرہ ہیں اس کتاب کو طبع فرمائی۔ ایک آیت پر سرکار عالی نے بہترین عشرہ تحریر کیا ہے۔ یہاں اگر اردو پریس ہوتا تو اس کتاب کو بغیر طبع کرائے نہ چھوڑتا۔ خداوند عالم آپ کا سایہ شیعوں کے سر پر قائم رکھے۔

سید انصار حسین واعظ

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ ۔ ۳ مارچ ۱۹۶۹ء

اس کتاب کا نام تزئین المجالس اور کافی ضخیم ہے۔ افریقہ روانگی میں تلف ہوگئی تھی اور باعجازی کراچی میں برآمد ہوئی۔ سینتیس ۳۷ کتب چھاپنے میں آپ کو سن کر حیرت ہوگی مصنف اور کاتب دفتر میں صرف دو شخص کام کرنے والے ہیں۔ یہی منیجر یہی مصحح یہی چپراسی اور مخالفت پیدا کرنے والے روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔ خدمت دین، طاغوتی لشکر پر یاد ہے آپ ایسے سچے عالم دین سے اس سلسلے کے باقی رہنے کی دعا مطلوب ہے اور بس وما توفیقی الا باللہ

منیجر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیغمبر اسلامؐ نے اپنے بعد کے لئے اپنی جانشینی کو بارہ قائم مقاموں میں خود تقسیم کردیا تھا۔ جن کے نام بنام اسماء اپنے اصحاب میں سے بہتیرے اشخاص کو بتائے۔ اس سلسلہ میں جابر انصاری کا نام بہت نمایاں ہے۔ انسان کی سچائی کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ وہ آئندہ کے لئے کوئی قرار داد بنائے اور وہ حرف بحرف پوری ہو۔ یہ شان، شانِ پیغمبری ہے کہ اپنے امامت کے سلسلہ میں جو نام بتائے اور جس ترتیب سے بتائی وہی نام اسی ترتیب سے رکھے گئے کتنے لوگ ہیں جن کی اولاد نہیں ہوتی اور وہ لاولد مرجاتے ہیں اور نسل قطع ہوجاتی ہے حقیقتاً یہ پیغمبر کی بہت بڑی سچائی ہے کہ آپ کی نسل بارہ پشت تک قائم رہی اور جو جو نام اپنے گھر میں تجویز کئے تھے وہی اسی ترتیب سے سامنے آئے۔

سلسلۂ امامت و وصایت کی گیارھویں فرد وہ مقدس ہستی ہے جس کی ولادت کا شرف قمری سال کے چوتھے مہینے کو حاصل ہے۔ اور شہادت کا المناک دن سنہ ہجری کے تیسری ماہ میں باتفاق علماء قرار پایا ہے۔ ایسی خاص تاریخوں میں سیرت ائمہ اور ان کی زندگی کے سبق آموز حالات شائع کرکے ناواقف ہستیوں کو اسلاف کے مذہبی کارناموں پر توجہ دلانا ضروری ہے۔

سلسلۂ عصمت و طہارت میں اولادِ رسولؐ و ذریت بتولؑ کے افراد آسمان ہدایت کے خورشید تاباں ہیں جن کے فضل و کمال کی روشنی میں صراط مستقیم نظر آتی ہے صدیاں گذر جائیں گی پیغمبر خدا اور ان کے اوصیاء کی تعلیمات میں سر مو فرق نہیں ہوتا۔ اور نبی و وصی میں اتنا اتحاد ہے کہ دس پشتیں گذر جانے پر بھی عقیدت کیش یا بن رسول اللہ کہتے ہیں۔ اور یہ صدا صحیح ہے۔

اعداد و شمار میں گیارہ کے عدد کی خصوصیت

گیارہ کا عدد بڑا دلچسپ و خوش آئند و فرحت افزا ہے۔ اردو ادب اور ہمارا معاشرہ ضروریات زندگی بلکہ مذہبیات میں بار بار اس کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ وہ زمانہ جب انسانی صحت آج سے بہت بہتر تنومندی میں ہر شخص اپنے بدن کو ٹھوس اور مضبوط بنا کر بیماریوں سے دور رکھتا تھا اور ورزش کے وہ پرانے انداز جو نہ آلات کے محتاج تھے نہ گھروں کے وسیع ہونے کے باوجود کسی خاص جگہ کی ضرورت تھی اور اس وقت پہلوانوں کا ذکر نہیں۔ عام لوگوں جبہ پوش، تسبیح خوان، صبح کی نماز پڑھ کر مصلّے سے اٹھ کر گیارہ ڈنڑ کرتے اس کے بعد ناشتہ کی نوبت آتی۔ قدیم روزنامچے دیکھو تو گیارہ ڈنڑوں کا ذکر ملتا ہے۔ اور لوگوں کا یہ معمول تھا اور کو نہ کسی ٹانک کی ضرورت تھی نہ قوت کے انجکشن لگواتے۔ بازوؤں میں وہ طاقت تھی جو آج کل کے تدارک سے ممکن نہیں۔ اس ورزش کا آپ کے بجٹ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

اسلام میں تحفہ اور ہدیہ سے محبت، باہمی کے رشتے مضبوط ہوتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ جب تم کو کوئی تحفہ دے تو تم اس سے بہتر دو۔ دور رفتہ کے نامور ادیب اور اہل قلم حضرت خواجہ حسن نظامی کے خود نوشتہ حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۵ر جون ۱۹۴۶ء مطابق ۲۴ر رجب المرجب کو مولوی عنایت الرحمن خاں نے اپنے باغ سے گیارہ آم ان کے لئے بھیجے رسید میں خواجہ صاحب نے لکھا "بارھویں امام چونکہ غائب ہیں اس وجہ سے آپ نے گیارہ آم بھیجے۔"

کس قدر لطیف اشارہ ہے اور عقیدت کا ایک پھول ہے جو ابھی تک مرجھایا نہیں خواجہ صاحب کے وطن دہلی میں بابی فرقہ کا بھی ایک مرکز تھا۔ وہ باب کے دعوے مہدویت کو ڈھونگ سمجھتے رہے اور مصنوعی مہدی کا نام لے کر اپنے ادب کو گندہ نالہ بنانے پر تیار نہ تھے

لقمان رضا صاحب امروہوی جب تک وجود میں نہ آئے تھے یہ تقاضائے فطرت ہے کہ گیارہ کا عدد ابھر رہا ہے اور امام حسن عسکریؑ کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

گیارہ کے عدد کا ایک مظاہرہ ۱۹۶۸ء میں خود کراچی میں ہوا۔ این۔ ایس رشید گروپ نے احتجاج میں گیارہ نکاتی پروگرام یونیورسٹی کے سامنے پیش کیا۔ کسانوں اور مزدوروں کے گیارہ نکات بھی اخبار میں آئے۔ یہ سب تو ہماری ملکی سرگزشت تھی میرے تعجب کی حد نہ رہی جب اخبار میں دیکھا کہ جیکولین کنیڈی اور ارسٹاٹل اوناسس کی شادی کے وقت یونانی طریقہ کے مطابق آرتھوڈکس کے پادری نے وہ گیارہ الفاظ زبان پر جاری کئے جو دلہا دلہن کے رشتہ میں منسلک کرنے کے لئے پڑھے جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ قدرت نے خود گیارہ کے عدد کو عزت دی ہے چنانچہ سرکار دوعالم کے فضائل نور میں جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں اور حجاب رفعت، حجاب قدرت حجاب عظمت وغیرہ کی تفصیل جہاں ہے اس میں بھی پایا جاتا ہے کہ نور محمدؐ وآل محمدؐ گیارہ ہزار برس تک محو تسبیح و تقدس رہا۔[1]

حضرت یوسفؑ کی پاکدامانی پر جس بچے نے جھولے میں گواہی دی تھی اور اس سے پہلے اور بعد جن اطفال نے دنیا بھر میں صغیر سنی میں کلام کیا ان سب کو جو شمار کیا جاتا ہے تو بڑے بڑے مفسرین کہتے ہیں ان کی مجموعی تعداد گیارہ تھی۔[2]

واجبات نماز بھی گیارہ ہیں۔[3] اولاً تو مسلمانوں میں نماز کے پابند بہت کم ہیں اور جو پڑھتے ہیں وہ ارکان سے واقف نہیں بمعہ بھر لیتے ہیں اپنے پراوڈنٹ فنڈ کو نہیں

---

[1] موعظتنا عوالملتہ آیہ سراج منیر [2] تفسیر سراج منیر ملا ہرہیتی [3] توضیح المسائل علامہ بروجردی صفحہ ۱۵۲ طبع ۱۳۴۵ ہجری و منتخب الرسائل علامۃ العلم عصر آقا محسن حکیمؒ طبع ہشتم نجف صفحہ ۲۷

قلبِ مبارک کا خون جسکے بعد امام میں سنبھلنے کی طاقت نہ رہی گھوڑے کی زین سے زمین پر تشریف لائے اور اسکے بعد وہ ہؤا کہ زمین و آسمان تھرا گئے۔ سکینہ یتیم ہوئیں اور بیبیاں بے والی و وارث ہوگئیں کیا آپ اس پر بھی نہیں روئینگے کہ خاندانِ رسالت کی ہتک و حرمت ہوئی وہ بھانجی شہزادیاں جنکی ماں کا جنازہ رات کو اٹھا تھا وہ روز روشن میں نکلنے پر مجبور ہوئیں انھیں قید کرکے بازاروں اور درباروں میں پھرا کر دمشق بیجا یا گیا ان میں ہمارے بیمار امام بھی قید ہوئے اور وہ اس قید کے متعلق اپنے احساس کو اسطرح بیان فرما رہے ہیں ؎

اقاد ذلیلاً فی دمشق کانّنی من الزنج عبد غاب عنہ نصیرہ

مجھے اس ذلت سے قید کرکے دمشق لے جارہے ہیں جسطرح غلام حبش و زنجبار کو لے جاتے ہیں غلام بھی وہ جسکا کوئی مددگار نہ ہو۔ عزائے حسینؑ اور تذکرہ حسینؑ سے غرض اور مقصود سیرت کا کمال ہے وہ مسرت سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ غم ہی سے حاصل ہوسکتا ہے ؎

غازہ ہے آئینہ دل کے لیے گردِ ملال حادثاتِ غم سے ہے انساں کی فطرت کو کمال

حسینؑ ایک معراجِ دینِ فطرت ہیں اور وہ اپنے غم سے انسان کی فطرت کو کمال پہ پہنچانا چاہتے ہیں غم کی افادیت پر ان اشعار کو پڑھکر غور کیجئے ؎

سن اے غافل کہ غم ہی میں خوشی کا راز پنہاں ہے ॰ شکستہ ساغرِ دل ہی میں چھلکتی ہے مئے عرفاں
جسے گھبرا ہو صد رسوں سے وہی انسان ہے انساں ॰ در رحمت دل بیتاب ہے اور دیدۂ گریاں
تڑپنے دل تڑپنے سے ہی باطن جگمگاتا ہے ॰ ستارے کانپتے رہتے ہیں شعلہ تھرتھراتا ہے
جسے تو غم سمجھتا ہے خزانہ ہے مسرت کا ॰ جسے تو چشم تر کہتا ہے سرچشمہ ہے رحمت کا
ہر آہ سرد جھونکا ہے نسیم باغ راحت کا ॰ ہر آنسو آئینہ ہے اصل میں تصویرِ جنت کا
یہ نوحے سوئیں گے اک روز آغوشِ ترنم میں ॰ یہ آنسو جذب ہو جائینگے حوروں کے تبسم میں

نبیؐ کے نواسے کو رو دیجئے اور اس گریہ دبکا سے انسانی دل کو پانی پانی کیجئے اور اسے کربلا والوں کی سیرت کے سانچوں میں ڈھلتے جائیے۔ انجام بخیر ہے۔ وما علینا الا البلاغ

(تعلیمی پریس لاہور)

بھولے مگر واجبات نماز پوچھو تو بغلیں جھانکیں گے۔

نماز شب کی بھی گیارہ رکعتیں ہیں۔ اور تہجد کی نماز مومن کی پہچان ہے۔ چنانچہ امام حسن عسکری گیارھویں امام کا ارشاد ہے مومن کی شناخت پانچ باتوں سے ہوتی ہے دن رات میں اکاون ۵۱ رکعت نماز پڑھنا۔ یہ واجبی اور سنتی اور نماز شب کی مجموعی تعداد ہے۔ تفصیل دینیات کی کسی کتاب یا اپنے قریب کے کسی عالم سے پوچھو کچھ لوگ تعجب سے پوچھتے ہیں کہ اثنا عشری فرقہ میں نفل نہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ نوافل ہی کا امام کے اس ارشاد میں ذکر ہے اور نوافل کے فضائل میں حدیث شیعہ کی مشہور کتاب جامع الاخبار صفحہ ۴۹ طبع ایران میں جو حدیث ہے وہ تمام اسلامی کتابوں میں موجود ہے اور یہ حدیث قدسی ہے جو معصومین علیہم السلام نے ہم تک پہنچائی۔ جو طبقہ نوافل پڑھ کر قرب الٰہی چاہتا ہے۔ خداوند فرماتا ہے کہ وہ جس کان سے سنتا ہے اس کا سامع میں ہوں۔ اور جن آنکھوں سے دیکھتا ہے اس کا باصرہ میں ہوں۔ الی آخرہ ملاحظہ ہو۔

۱۔ تفسیر محی الدین بن عربی مطبوعہ نولکشور صفحہ ۱۲۰ و ۱۲۸

۲۔ الیواقیت والجواہر شعرانی طبع مصر جلد اول صفحہ ۹۴

۳۔ سر العالمین غزالی صفحہ ۳۲

۴۔ مفتاح الخطابت والوعظ محمد احمد عدوی طبع مصر صفحہ ۱۱

۵۔ ارجح المطالب باب ۴ بحث محبوبیت بحوالہ نووی

اکاون رکعت ملا کر فرض و سنت ہوتی ہیں جس میں نماز شب شامل ہے۔

صلوٰۃ اللیل میں جو اجر و ثواب ہے اگر اس سے قطع نظر کی جائے تو دنیاوی فائدہ یہ ہے کہ جس گھر میں ایک شخص وقت سحر جاگ رہا ہوگا وہاں چوری کا اندیشہ نہیں۔ جرمنی پروفیسر

ماسٹاک مین کی رائے ہے کہ رات کو پانچ گھنٹہ کی نیند ہر بالغ مرد کے لیے کافی ہے۔ بستر پر پہنچنے کے بعد سے آدھی رات تک سونا چاہیے۔ نصف رات کے بعد سے دن کا کام شروع کرو۔ یاد رہے دانشوران یورپ کے اس قسم کے مشورے اسلامی تعلیمات سے ماخوذ ہیں جو نماز تہجد پڑھتا ہے اس کے لیے دن کی روزی کی ضمانت ہے اور فکر معاش سے نجات ہے۔

الحاصل دوسری پہچان مومن کے بقول امام حسن عسکری یہ ہے کہ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے۔ یہ صرف شیعی نظریہ نہیں بلکہ سرکار دو عالم بھی دست راست میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ ملاحظہ ہو۔

۱۔ سنن ابی داؤد طبع کراچی صفہ ۵۸۰ (۲) مستطرف ج ۲ صفہ ۴ طبع مصر

عبداللہ بن عباس اور حضرت علی کی سیرت بھی یہی تھی اگر اس نصیحت پر تمام اہل ایمان عمل کریں تو قوم کی تشکیل ہو جاتی ہے اور سفر و حضر میں اجنبی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں کہ آپ کا کس فرقہ سے تعلق ہے۔ اگر انگوٹھی عقیق کی ہے تو جان اور مال کی حفاظت ہے عقیق کے فضائل اسلامی کتابوں میں بلا اختلاف پائے جاتے ہیں اور یہ مشترک ہے ہر مومن میں دیکھو: (۱) مناقب اخطب خوارزم (۲) مستطرف ج ۲ صفہ ۳ طبع مصر (۳) خریدۃ العجائب ابن وردی صفہ ۱۷۳ طبع مصر

اگر ہم بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے ہیں جیسا کہ رواج ہو گیا ہے تو طہارت کے وقت اتارنا پڑتی ہے۔ الٹے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا حاکم شام معاویہ نے سیرت اہل بیت کے خلاف خروج کیا ہے۔

مجھے تو بیماری کے زمانہ میں انگوٹھی سے (WEICHT MACHINE) کا فائدہ

معلوم ہوتا ہے جب بیمار پڑا تو کمزوری سے انگوٹھی ڈھیلی ہو گئی اور صحت قائم رہنے پر از خود ٹھیک رہتی ہے۔ جبکہ احادیث میں عمومی فضائل ہیں۔ فیروزہ، عقیق، وغیرہ کے تو اس انگوٹھی پر استخارہ کرنا وہم ہے۔ اور ستاروں سے مطابق نہ ہونے کا ڈر فروخت کرنیوالے کا پیدا کردہ شک ہے جس میں پڑنا نہ چاہیئے۔ تیسری پہچان ۲۰ صفر کو امام مظلوم دور یا قریب سے جو ممکن ہو، زیارت پڑھنا۔

مومن کی چوتھی پہچان گیارھویں امام کے ارشاد میں یہ ہے کہ نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کسی قدر بلند آواز سے کہتا ہو۔ امام فخرالدین رازی نے کھلے ہوئے لفظوں میں اعتراف کیا ہے کہ حضرت علیؑ کے آثار ختم کرنے کے لیے حاکم شام نے جہر بسم اللہ میں ترک کیا۔

پانچویں علامت خاک پر سجدہ کرنا ہے اصل لفظ حدیث تعفیر الجبین ہے فرمان عصمت کا یہ آخری جز ہے، اور بڑا معنی خیز مشورہ ہے مٹی سے انسان پیدا ہوا اور وہ بعد موت سپرد خاک ہوگا اس لئے مٹی سے پرہیز نہیں ہے۔ خاک پر پیشانی رکھنا فروتنی کا سبق ہے اسی سلسلہ میں بعض افتراق پسندوں نے ہم پر یہ اعتراض کیا ہے کہ شیعہ بغیر خاک کربلا کسی شے پر سجدہ نہیں کرتے چنانچہ ابوشوکت الحاج محمد رشید بن حافظ رحیم بخش سندھی سکریٹری تبلیغ الاسلام کراچی کا قول ہے: "شیعہ مذہب میں بجز کربلا کسی اور زمین پر سجدہ کرنا حرام ہے۔ عقائد شیعہ حصہ اول، صفحہ ۲۲ طبع کراچی"

اگر مذہب شیعہ کی کسی کتاب کا حوالہ ہوتا تو اس الزام کی کچھ وقعت تھی ناواقفیت دور کرنے کے لئے گزارش ہے کہ حدیث کے اصل لفظ کا ترجمہ آپ نے سنا اور دیکھا۔ ہم ہر پاک اور غصبی نہ ہو اس مٹی پر سجدہ کرتے ہیں۔ اور ہمارا ایمان رسولؐ پاک کی اس حدیث پر ہے جعلت الارض طہوراً[1] خدا نے میرے لئے زمین کو پاک قرار دیا ہے۔ سرکار

[1] سنن ابی داؤد ص ۷۰

دو عالم[1] بھی خاک پر سجدہ کرتے تھے۔ تمام روئے زمین کی وہ مٹی جائز الاستعمال ہے اس پر سجدہ صحیح ہے اور جن دوسری چیزوں پر سجدہ درست ہے وہ فقہی کتب میں دیکھو ایسا ہرگز نہیں ہے کہ شیعہ صرف خاک کربلا پر سجدہ کریں تہمت طرازی قابل نفرت رویہ ہے یہ تھا وہ پیغام امام حسن عسکریؑ جس میں نماز شب کی گیارہ رکعت کی تعلیم ہے۔

محمد بن مسلم امام جعفر صادقؑ کے بڑے باوقار صحابی ہیں ان کو امام نے زیارت قبور کے سلسلہ میں حکم دیا ہے جب تم مومنین کے مقبرہ[2] میں ہو تو گیارہ مرتبہ سورہ توحید پڑھ کر (جملہ اموات کو) ثواب بھیجو تو خداوند عالم قبروں کی تعداد کے موافق تم کو ثواب عطا کرے گا۔

گیارہ کے عدد میں جو راز ہے وہ شرح باب حادی عشر بحث میں بھی معلومات میں وسعت دیتا ہے جس کے تذکرہ میں خوف طول ہے مگر اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتا کہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۱ء کو گاندھی جی نے دلی میں اعلان کیا تھا کہ انڈیا گورنمنٹ جب تک میری گیارہ شرطوں کو قبول نہ کرے گی صلح ممکن نہیں۔ غیر سہارا لے کر دامن امید بھرتے ہیں۔ ہم ان کے ہیں اور انہیں کے درجہ میں جگہ پائیں گے۔ کان معنا فی درجتنا یوم القیامۃ

ماہرین علم الابدان کہتے ہیں کہ جسم انسان میں آنکھ، کان، ناک، دہن وغیرہ گیارہ منفذ ہیں اگر ایک بھی مؤف ہو جائے تو جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ کتاب خدا میں گیارہ آیتوں کا سورہ عادیات اور آسمان پر گیارہ کوکب جو یوسف کے خواب میں سجدہ کرتے نظر آئے اور یازدہ سورہ مطبوعات میں رہ رہ کر گیارھویں امام کی یاد تازہ کرتا ہے۔ کلکتہ میں چرچ اسٹریٹ پر ایک فلک نما عمارت بن رہی تھی جس کی گیارہ منزلیں تھیں اس اظہار سے

---

[1] تقلیب المکاید بحوالہ صحیح بخاری ص۵۵، ۵۶ طبع دہلی۔ [2] مفاتیح الجنان ص۵۱۵ نجف

تصورات میں جلوۂ محبوب نظر آتا ہے۔

غربت کی زندگی بسر کرنے والے اگر اہل دنیا کو یاد رہے اور صدیاں گذرنے کے بعد ان کا نام نہ بالوں پہ ہے تو یہ ان کی صداقت کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔ یقیناً امام حسن عسکری کو زمانہ بھر سے خاص امتیاز حاصل تھا اور ایسی حالت میں جبکہ گرد و پیش مخالفتوں کا گہوارہ ہو۔ ثابت قدم اور استقلال کے ساتھ اپنے جد کے پیام کو پہنچایا۔ اور آپ پر خلوص تبلیغ میں نہ بے وطنی سد راہ ہوئی نہ قید و نظر بندی نے رکاوٹ پیدا کی۔ مادی دنیا نے جو ذلت آمیز طریقہ ان کے ساتھ اختیار کئے اور جو لگاتار مخالفت کی اس کا تقاضہ تو یہ تھا کہ ان کی یاد ہمیشہ کے لئے دلوں سے جاتی رہے۔ مگر جتنی کوشش آنحضرت کے خلاف کی گئی اسی قدر آفتاب فضیلت درخشاں ہوا۔

پیدائش ۱۰ ربیع الآخر ۲۳۲ھ مطابق ۸۴۶ء کو نخل امامت کا گیارھواں ثمر پیدا ہوا۔ اور اپنے پدر شفیق امام علی نقی علیہ السلام کے سایہ میں پرورش شروع ہوئی۔ ولادت کا شرف نانا کے شہر مدینہ کو حاصل ہوا۔ بلا یہ کہ پر امن گرد و پیش میں دنیا جس نام کو بھول رہی تھی حسب حکم نبوی حسن نام رکھا گیا۔ زمانہ کے انقلابی دور میں چونکہ والد کو وطن چھوڑنا پڑا اور آغاز زندگی بلند اقبال صاحبزادہ کا سامرہ سے ہوا (یہ لفظ تلخیص ہے سر من رائے خوشی ہو گیا وہ جس نے دیکھا) اور دوسرا نام اس آبادی کا عسکر تھا۔ عسکر عربی میں لشکر کو کہتے ہیں۔ مزاج عرب جنگجو تھا اور وہ کبھی انفرادی جنگ میں اور کبھی منظم ہو کر کسی قبیلہ پر حملہ کرنے اور یہ جدال ان کی طبیعت ثانیہ تھی اس لئے یہاں کے رہنے والوں کو عسکری کہا جاتا ہے۔ حسن عسکری نام میں متضاد نسبت ہو گئی تھی قدرت کو منظور یہ ہوا کہ :-

ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند

ان کا عہد زندگی حسنی دور کی تصویر ہو کر منصب امامت جب بیٹے تک پہنچ لے گا تو عسکری

نظام شروع ہوگا۔

پرورش | دسویں امام جب فرزند ارجمند کے ساتھ سامرہ پہنچے دو معصوموں کی رہائش سے آبادی جگمگا گئی ۵

وہ آئے بزم میں اتنا تو میرؔ نے دیکھا
اور اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

عصمت پوش باپ اور عزت پناہ ماں کے سایۂ عاطفیت میں تربیت پائی۔

شادی | نونہال کے سن شباب سے پہلے پردیسی باپ خانہ آبادی کے فرض سے ادا ہوئے علیؑ و فاطمہؑ کی شادی یہ حقیقت معلوم ہو چکی تھی کہ نور کی نور سے ترویج ہوتی ہے۔ عرب و عجم میں حسن عسکری کی ہمسر کوئی لڑکی نہ تھی۔ بزرگوں کا اسوۂ حسنہ سامنے ہے۔ حجاز میں جب لڑکی نہیں ملتی تو فارس سے شہر بانو اور جب عرب و عجم میں (عراقین) میں شریک زندگی نہ ملی تو سندھی کنیز کو سید الساجدین زینت خانہ بناتے ہیں اور اس نظریہ کو پاش پاش کرتے ہیں کہ دوسرے ملک کی لڑکی بیاہ کر نہ لاؤ حضرت علی نقی روحی فداہ کی نگاہِ انتخاب نے خاندان عیسیٰ میں لڑکی تلاش کی اور نرجس خاتون حجلۂ عروسی میں پہنچیں۔ اس شاہزادی کے کئی نام تھے جس کی وجہ راویوں کا اختلاف نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ باپ کے گھر میں جس نام سے پکاری جاتی تھیں وہ اور تھا اور ننھیال میں کوئی دوسرا نام اور دولتسرائے عصمت و طہارت میں پہنچ کر سسرال سے کوئی اور خطاب ملا۔

دشمن علم و حکمت "بابی" فرقہ اس کو اختلاف قرار دے کر امام زماں عجل اللہ ظہورہ کی ذات سے انکار میں فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس کو خبر نہیں کہ یہ عرب کا زبان نواز گھرانہ ہے اگر ادبی ماحول میں ہوتے تو اندازہ کرتے۔ عرب میں تلوار کے ہزار نام ہیں۔ اور وہ شیر درندہ کو پانچسو ناموں سے پکارتے ہیں اور اژدھے کے دو سو نام ہیں۔ خداوند عالم کے ننانوے نام ہم کو

---

۵ قاموس عصری طبع دوئم از الیاس انطون الیاس

بتائے گئے ہیں. کثرتِ اسمار فضیلت کی دلیل ہے۔

زمانہ امامت جب تک باپ کے سایہ میں تھے پیکر کمال رہے اور درجہ امامت پر پہنچنے کے بعد بھی وہ شاندار زندگی بسر کی جیسی ان کے اجداد کی سیرت تھی رسول عربی کے صحیح جانشین عکومت کو امن و آشتی کا آخر تک سبق دیتے رہے۔ جنگی ماحول کو پر امن رکھنا آپ کا کام تھا اور جہاد نفس میں تھوڑی سی زندگی گذری۔

فضائل نفسانی صاحب روائح المصطفےٰ لکھتے ہیں کہ امام حسن عسکری اپنے زمانہ کے تمام لوگوں میں زیادہ فقیہہ علم حدیث و تفسیر میں بھی ان کا پایہ بلند تھا۔ عمر ان کی بہت کم ہوئی اور وہ بھی بیشتر حصہ قید میں گذرا۔ علوم دین کی پوری اشاعت نہ کر سکے۔ فضائل نفسانی اس درجہ پر تھے علمار اہل سنت نے بھی اکابر اولیار اور علمار صالحین میں شمار کیا ہے۔

درس توحید امام کی تمام نصیحتوں اور انسانی فلاح و بہبود کے مفید مشوروں سے قطع نظر کی جائے تو وحدانیت پر مندرجہ ذیل تخیلات جو سنتی نماز کے بعد آپ زبان مبارک پر جاری کرتے تھے ہمارے لئے شمع ہدایت ہے ۔۔۔ ترجمہ:۔ "اے خدا تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ تو ہر شئے سے پہلے تھا اور ہر شئے پر قادر و توانا ہے۔ تجھے کوئی شئے ذلیل نہیں کر سکتی۔ تو ان چیزوں کا خالق ہے جو نظر آتی ہیں۔ اور ان کا بھی پیدا کرنے والا ہے جو نظر نہیں آتی تو بغیر تعلیم کے ہر شئے کا جاننے والا ہے۔

یہ وہ درس توحید ہے۔ جس کی لپیٹ میں ساری کائنات آجاتی ہے۔ انت خالق مایریٰ و خالق مالا یریٰ ان جملوں میں وہ تمام مناظر شامل ہیں جنھیں ہمارا باصرہ دیکھتا ہے۔ زمین، آسمان، دریا، پہاڑ اور جو نہیں دیکھتا حور و غلمان، ملک یا پانی کے جراثیم، دل کا ورد وہ اتعداد اشیار بھی داخل ہیں جو نگاہوں سے اوجھل ہیں۔

نظر نہ آنے والی اشیاء یا تو خوردبین سے یا دل کی آنکھوں سے علم کی معلومات عقل کے ذرائع سے دریافت ہوتی ہیں اور آئندہ معلوم ہوتی رہیں گی وہ سب کی سب خدا کی تخلیق اور قدرت کا نمونہ ہیں۔

امام کے پڑھے ہوئے قنوت، دشمنوں سے محفوظ رہنے کے حرز اور حجاب خصوصی دعائیں ضبط تحریر میں آچکیں اور دعا کی بڑی کتابوں میں اپنی جگہ موجود ہیں۔ اور سیرت امام زندہ ہے۔

صداقت محمد عیاش کہتے ہیں کہ ہم لوگ آپس میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے معجزات و کرامات کا تذکرہ کر رہے تھے اور ہماری صحبت میں ایک ناصبی بیٹھا تھا اس نے کہا میں رافضیوں کے امام کو جھٹلانے کے لیے کاغذ پر بغیر سیاہی کے قلم سے کچھ لکھتا ہوں اگر انہوں نے جواب دے دیا تو میں ان کو امام برحق سمجھوں گا ورنہ نہیں۔

ہم نے اس کے قلم کا لکھا ہوا سادہ کاغذ اپنے خطوط کے ساتھ امام کی خدمت میں بھیجدیا۔ جب ہماری عرضیوں کا فسمت امام سے جواب آیا تو اس کے کاغذ پر بھی حسب دلخواہ جواب تحریر تھا اور اس کے اور اس کے باپ کا نام لکھا تھا اس کو سکتہ ہوگیا اور فوراً ایمان لایا۔

امام کے زمانہ میں عیسائیت کو اچھا خاصا فروغ تھا اور نصرانی عالم مسلمانوں کو اپنی طرف کھینچ رہے تھے اس بکروفر و دیر کے زمانہ میں نہایت پر سکون طریقہ سے مسیحیت کی رد کی اور ان کے پول کھولے جس کی وجہ سے شہر میں عیسائی طبقہ کا وقار ختم ہوگیا۔

کمالات اور حالات زندگی ان حضرات کے طفولیت میں بھی چہرہ سے آثار فضل و کمال اور جاہ و جلال نمایاں رہتا۔ سن رسیدہ عابد و زاہد صورت دیکھ کر حیرت زدہ ہو جاتے تھے اور گفتگو سن کر یہ سمجھنے پر مجبور تھے کہ گھرانہ کے چھوٹے بڑے قرآن کی سورتوں کی طرح عظمت اور

صفات میں برابر ہیں. تکمیل نفس میں کسی سد راہ نہیں ہے

آغاز زندگی سے گوشہ نشینی اور عبادت میں بسر کی جاہ طلبی سے نفرت، انقلاب سے دوری میں یاد معبود کو سرمایۂ حیات سمجھتے تھے. دنیا سے اس طرح کنارہ کش ہوئے کہ زر و جواہر کی پُر فریب صورتیں اپنی چمک کی طرف متوجہ نہیں کر سکتیں۔ احمد بن عبداللہ آل خاقان کی محفل میں اولادِ علیؑ کا ذکر ہوا تو اس نے اپنے انتہائی تعصب اور دشمن ہونے کے باوجود کہا. میں نے تو سامرہ میں نہ کسی کو دیکھا اور نہ میں جانتا ہوں کسی کو جو حسن بن علی بن محمد کے برابر ہو۔ ہدایت کرنے اور سکون و وقار اور حفاظت نفس اور بزرگی و جلالت میں"

وہ ایک دوسرے موقع پر بھی عجیب و غریب گفتگو کرتا ہے۔ "اگر منصب امامت بنی عباس سے لے لیا جائے تو بنی ہاشم میں حسن بن علی سے زیادہ اس کا حقدار کوئی نہ تھا بسبب آپ کے فضل و عفت اور روزہ نماز اور عصمت اور زہد و اخلاق کے۔"

ظالم دنیا اور ستم ایجاد اس نکتہ کو نہ سمجھے کہ مظلوم ہونا ہی خلائق کے جذب کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ لوگ قید خانہ میں جا کر زیارت کرتے تھے۔ آپ نے صرف اٹھائیس سال کی عمر پائی۔ اور اس مختصر زندگی میں جو کوہ گراں مصائب کے اٹھائے وہ ناقابل بیان حکایات ہیں

دل کے ارادوں سے آگاہی دلوں پر حکومت اور کسی کے ضمیر کو بتانا اگر ناممکن نہیں تو بشری طاقت سے بالاتر ضرور ہے۔ قیافہ شناس دنیا میں ضرور ہیں مگر دل کا حال پوری طرح بتانا اور ضمیر کا احساس انسانی قوت سے باہر ہے۔ روحانیت کے تاجدار اس منزل پر پہنچے ہوئے ہیں ابوالعباس محمد بن قاسم کہتے ہیں کہ میں امام حسن عسکریؑ کی بارگاہ میں تھا۔ پیاس معلوم ہوئی اور اچھا نہ سمجھا کہ حضرت کی گفتگو کے سلسلہ کو قطع کر دوں۔ پیاس ضبط کی تاب باتیں کر رہے تھے کہ ایک لڑکے کو حکم دیا کہ ابوالعباس کو پانی پلاؤ۔ خادم نے پانی کا جام پیش کیا۔ اور وہ سیراب

ہوئے۔ آفرین اس تہذیب اور شوق ہدایت پر پیاسہ رہنا گوارا کیا۔ مگر ارشادِ امام سے محروم رہنا پسند نہ تھا۔

حسنِ سلوک انسانی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ دوسروں کو راحت پہنچاؤ اور بندگانِ خدا کی ہر امکانی مدد میں پہلو تہی نہ ہو۔ امام احساسِ ضرورت سے پہلے تعاون کرتے علی بن یزید علوی زیدی کا بیان ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے کچھ دینار دیئے اور فرمایا کہ اس سے ایک لونڈی خرید نا کیونکہ تمہاری کنیز فوت ہو چکی ہے۔ زیدی گھر آئے تو کنیز کو مردہ پایا۔ امام کی مواسات کا شکریہ ادا کرنے پر مجبور ہوئے اور ثابت ہوا کہ ان حضرات کا موت و حیات پر علم حاوی ہے۔

سرعتِ فہم مختلف علوم و فنون کے مسائل کا جواب اور علمی گتھیوں کو سلجھانے میں عقدہ کشائی آپ کا وہ وصفِ جمیل تھا جس کا اعتراف دشمن کرتے تھے ایک ذی علم شخص نے پوچھا کہ قانونِ شرع میں عورت کا اکہرا حصہ اور مرد کا دوہرا کیوں ہے؟ فرمایا ان المرأۃ لیس لہا جہاد ولا نفقۃ انما ذالک علی الرجل عورت پر نہ جہاد ہے نہ نفقہ پھر اس کو دو حصہ کیوں دیئے جائیں یہ بات مرد سے خاص ہے اس کو جہاد سے مکلف کیا اور عورت کا نفقہ بھی اسی پر ہے۔ انہی مذہبی اور دینی خدمات میں اٹھائیس برس زندگی بسر کی۔ شبانہ روز میں کوئی لمحہ دشمن کی طرف سے پر امن نہ تھا۔

پانچ عباسی بادشاہ مستعین، معتز، موفق، مہتدی اور معتمد کا دورِ حکومت دیکھا۔ حکومت کے جو ظلم و ستم برداشت کئے ان کا انحصار کسی ایک پر نہیں پانچوں ظالم ذمہ دار ہیں انہوں نے امام کو تمام عمر قید و بند کی ایذا دی۔ ایک شخص کا امام حسن عسکریؑ کو زنداں میں دیکھ کر بیان ہے :-

"اس مرد کی شان میں کیا کہا جائے جو ساری رات عبادتِ خدا میں کھڑا رہے اور دن کو روزہ رکھے اور کسی سے بات نہ کرے اور نہ اس کا کوئی شغل ہو بجز عبادت کے جب ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں تو ہیبت سے جسم میں لرزہ پیدا ہوتا ہے۔"

اولادِ رسول و ذریت بتول میں کمال علم پر روشنی ڈالنا ہے جیسے کوئی آفتاب کی ضیاء پاشی
پر تبصرہ کر کے سورج کی نورانیت ثابت کرے۔ روئے زمین پر جو بھی جوہرِ علم سے آراستہ ہے وہ اسی
میکدۂ علم کا جرعہ نوش ہے۔ آپ کے احادیث، نصیحت خیز مختصر کلمات لوگوں کے جواب میں خطوط
قرآن مجید کی تفسیر میں ارشادات اور کلام الٰہی کے الفاظ میں جدوجہد دعاؤں کے معنی خیز جملے مستقبل
کی خبریں عنوانات ہیں جن پر فکر و نظر کیجا سکتی ہے۔ دشمنوں کی خفیہ ریشہ دوانی میں آپ کا صبر، خدا پر
بھروسہ، توکل، تسلیم و رضا، قناعت، عبادت، زہد و تقویٰ اظہر من الشمس ہے۔ ارباب دنیا کی زرنگار
پوشش، خدم و حشم، سواری کی شوکت و شان، خدام و ساز و سامان ہے جو دلوں پر اثر کرتا ہے۔ پھٹے ہوئے
کپڑے پہننے والا مادی شکوہ سے خالی نفوس گذرتے رہتے ہیں کوئی نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتا مگر جب حسن عسکری
اپنی جائے قیام سے برآمد ہوتے تو شہر میں انقلاب پیدا ہوتا تھا۔ آپ کے حالات میں ہے کہ ہفتہ میں دو
مرتبہ آپ دارالخلافت میں طلب کئے جاتے تھے۔ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو بادشاہ سے ملاقات ہوتی
جس دن آپ نکلتے تھے دشمن کی مملکت میں زیارت کرنے والوں کا وہ ہجوم ہوتا تھا کہ پیدل چلنے والوں
کے لئے جگہ نہ رہتی تھی اور جب آپ کی سواری پہنچتی تو بازار کا شور و غل بند ہو جاتا۔ گھوڑوں کے
ہنہنانے کی صدائیں، خچروں کی آواز رک جاتی۔ چوپائے راہ چھوڑ کر کھسک جاتے۔ یہاں تک کہ راستہ
صاف ہو جاتا۔ اور قصر سلطان میں داخل ہوتے۔ وہاں پہنچ کر علمی مسائل میں گفتگو، تحقیق حق، عیسائیت سے
مقابلہ اور اسلام کی برتری پر آپ کی گہر افشانی اور ہر قدم پر دشمن کی سیاست سے بچنے کی قابل ذکر ہے
جس کے لئے دامن قرطاس کافی نہیں۔

حضور اکرم صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے جنگ تبوک سے واپسی اور منافقین کا یہ پُر فریب
ارادہ کہ جب آپ گھاٹی سے گذریں تو چند نقاب پوش سواری کے اونٹ کو ڈرا کر بھڑکا دیں اور وہ جناب
بہ قصد و ارادہ شتر سے گر کر مر جائیں اور دوست نما دشمن کا کام بن جائے۔ اس بزدلانہ ارادہ میں مخالفت

رسالت واقعہ عقبہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ الٰی تدبیر قتل امام حسن عسکریؑ میں دشمن نے انفیانہ کرنا چاہی تھی جس کی تفصیل سیرت میں موجود ہے اور واقعہ یہ ہے کہ ایک بلند قامت شریر گھوڑا اصطبل شاہی میں آیا جس کی سرکشی کا یہ عالم تھا کہ اس پر زین بھی کسا نہیں جا سکتا تھا چہ جائیکہ سوار ہونا بڑے بڑے شہسوار قریب نہیں جا سکتے تھے سواری میں نہ رہنے سے اس کی سرکشی اور دو چند ہوئی۔ یاران طریقت نے دشمن کو مشورہ دیا کہ اس پر حسن عسکریؑ کو سوار کیا جائے اگر سوار نہ ہو سکے تو دربار میں تحقیر ہوگی اور اگر سوار ہو گئے تو گھوڑا گرا کر کام تمام کر دے گا اور دشمن کا مقصد حاصل ہوگا۔ اس مہلک منصوبہ کے تحت جب آپ طلب کئے گئے تو راہوار پر تند نظر سے دیکھتے ہوئے داخل دربار ہوئے۔ وہ پہلی نگاہ میں مسخر ہو گیا اور جب آپ نے اس پر ہاتھ رکھا تو پسینہ میں ڈوب گیا اور جب سوار ہوئے تو بڑی سبک خرامی سے سواری دی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ شرارت جانتا ہی نہیں۔ حاضرین میں افسردگی اور حیرت کی لہر دوڑ گئی۔

یہ جرأت تاریخ اسلام سے ناواقفیت کا بھرپور ثبوت تھی۔ کاش بنی عباس جانتے ہوتے کہ گھوڑے وحشی جانور تھے ان پر سب سے پہلے حضرت اسمٰعیل سوار ہوئے اور جناب رسول خدا صلعم نے امام حسن عسکریؑ کے جد امجد حضرت علی مرتضیٰ روحی فداہ کی شان میں فرمایا تھا مجھ میں خدا نے نبوت اور رسالت قرار دی اور علیؑ میں فصاحت اور شہسواری۔

گیارھویں امام کو گھوڑے سواری توارث میں پہنچی تھی۔ علاوہ اس کے امام کو جمیع صفات کمال میں رعیت سے بہتر ہونا چاہیئے تھا اس لئے وہ حضرت اس صفت میں بھی کامل تھے۔

نہج البلاغہ صحیفہ کاملہ فقہ رضوی مصباح الشریعہ کی طرح تفسیر امام حسن عسکریؑ بھی آل محمدؐ کے قلمی خدمات کا اعلیٰ نمونہ ہے کہ آپ نے تفسیر کیونکر مرتب کی اور قلم فرسائی میں قید و بند سد راہ نہ ہوا۔ میدان تحریر میں قدم رکھنے میں کتنے سکون و اطمینان کی ضرورت ہے مگر وہ جناب

سہ ارجح المطالب

تفسیری خدمات میں کیا اسیری کو معین سمجھے۔ یہ سبق ہے اس طبقہ کے لئے جو رشحات افکار کو دھواں دھار تقریروں تک محدود رکھتا ہے اور میدان تصنیف میں قدم نہیں رکھتا۔

وفات چار دانگ عالم میں ایسی مثال نہیں ہے کہ گیارہ پشت تک تلوار یا زہر کسی خاندان کا کام تمام کرتا رہے اور وہ باقی رہے۔ معتمد ہی نے اپنے اسلاف کا پرانا حربہ زہر استعمال کر کے صرف اٹھائیس ۲۸ سال کی عمر میں ۸ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ مطابق سنہ ۸۷۴ء کام تمام کر دیا۔ ابن صباغ مالکی نے روز شہادت مسلمانوں میں تلاطم اور ہیجان عظیم ظاہر کیا ہے۔ اژدھام خلائق سے معلوم ہوتا تھا کہ قیامت برپا ہے۔

تجہیز و تکفین آخری خدمات معصوم باپ کے اکلوتے فرزند صاحب العصر کی نگرانی میں ان کی والدہ گرامی اور معتمد کے غلاموں کے تعاون سے انجام دیئے گئے۔ امام نے امام کو غسل دیا، کفنایا جنازہ تیار ہو جانے پر لوگ یہ سمجھے کہ امام حسن عسکریؑ کے بھائی جعفر کو نماز پڑھانا چاہیے وہ قریب تابوت آئے اور تکبیر کہنا چاہتے تھے کہ وہی پانچ برس کا بچہ گھر سے برآمد ہوا کہا چچا آپ پیچھے کھڑے ہوں۔ اس جنازہ کی نماز میرے سوا کوئی پڑھا نہیں سکتا۔ جعفر سنتے ہی اپنے مقام سے ہٹ گئے۔ ابوالادیان حاضر الوقت کا بیان ہے کہ صاحبزادہ نے نماز پڑھائی اور پھر اپنے حجرہ میں واپس گیا۔ وہ حضرت اپنے والد امام علی نقیؑ کے پہلو میں دفن ہوئے باپ اور بیٹے دونوں کا مدفن سامرہ ہے۔

پسماندگان بنی ہاشم میں امام کی پہلی ذات ہے جس کی ایک بی بی نرجس خاتون اور ایک بیٹا اور بس۔ نہ کوئی دوسری رفیقہ حیات نہ دوسرا فرزند۔ اگر کئی بیبیاں ہوتیں تو منصب امامت اولاد میں مشتبہ ہو جاتا اور حجت تمام نہ ہوتی۔ امام زمانہ اپنے والد کے اکلوتے بیٹے اس کے باوجود گلی گلی مہدی موعود پیدا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ شیراز میں مرزا محمد علی بزاز زادہ جو سو برس اسی طرف

مذہب باب وبہا کے بانی تھے اور لالوکھیت میں مولوی رضا النعمان امروہوی جو عراق و کراچی اور ملتان میں کئی کئی بار مثل مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے عقائد کے انسانہ ہونے کا تحریری اقرار کرنے پر پلٹ جاتے ہیں اور توبہ شکنی کے بعد ان کے دعوں کا کوئی وزن باقی نہیں رہتا۔

امام کا یہ بھی ایک باب سخ ہے جس کا سامنا کسی کو نہیں ہوا صدمہ اور ملال ان کے درثہ میں ہے۔ صبر و شکیب ابائی منصب ہے مگر خلاق عالم کا یہ کرم ہے جس کا آغاز مدینہ طیبہ کی پاکیزہ ہواؤں میں تھا اور پھر سامرہ میں زندگی بسر ہو۔ حکومت کے جبر و استبداد سے وطن چھٹے نظر بندی اور مستقل قید کا عمر بھر سامنا اس کی مظلومیت میں حق اس قدر نمایاں ہوا کہ دوست دشمن سب ہی سمجھتے تھے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نقل و حرکت عین مذہب ہے وہ آزادی میں بھی فریضہ تبلیغ ادا کرتے ہیں اور قید میں بھی روضہ ان حضرت کا زیارت گاہ خلق اور روز وفات شیعی دنیا میں ایام عزا کا آخری دن سمجھا جاتا ہے۔ شہید ہونے کی جہت سے وہ زندہ ہیں اور ان کی سیرت بھی فنا نہیں ہوئے ان کی آوازیں اب تک فضا میں محفوظ ہیں۔

اقوال آپ فرما گئے ہیں جاہل کی صحبت سے بچو اگرچہ وہ ناصح ہی کیوں نہ ہو اور عاقل کی دوری سے پرہیز کرو۔ اگرچہ وہ دشمن ہی کیوں نہ ہو کیونکہ جاہل تمہیں اسی جگہ نقصان پہنچا دے گا جہاں سے نفع کی امید ہو۔ اور عقلمند کی مروت اس چیز کو روک دے گی جو عداوت پیدا کرنیکا سبب ہے

یہی وہ عظمت و روحانی اقدار ہیں جس نے ہر ہوشمند سے ان کی امامت کا کلمہ پڑھوایا۔ مولوی معنوی حضرت جلال الدین رومی فرماتے ہیں ؎

با امیر دین صادی بگو با عسکری ہادی بگو ٭ باآں ولی مہدی بگو مستان سلامت میکنند

نام نہاد سلاطین اسلام میں ان کے کرتوت سے ذوق سلیم کو ہمدردی نہیں اور سب بیزار ہیں معتمد پر ہمارا اعتماد نہیں اور نفرت کرتے ہیں۔ قوم کے بہترین معالج ڈاکٹر رفیق حسین سول سرجن

(قیصر ہند، لکھنؤ نے کیا خوب کہا ہے ؎

یہ پیغام عسکری ہے حق پرستوں کو ⁂ کرو حق کی اشاعت گو عمر زنداں میں کٹ جائے

جناب عسکریؑ کو معتمد نے زہر دلوایا ⁂ پھر یہ زہر ایسا نہ تھا کہ جگر بھی جسم سے کٹ جائے

یہاں تک کئی اشاعتوں میں یہ سیرت طبع ہوئی۔

زاغ نوائی ہجرت کے دور انقلاب میں ایک دوسرے سے ٹکراتی ہوئی دو رائیں بھی میرے سامنے ہیں جن کو امام حسن عسکریؑ کی سیرت میں ظاہر کیا جاتا ہے، جواباً مجھے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں عصبیت کے عناصر موجود ہیں اور ان کا سربراہ اللہ سے مہلت طلب کر چکا ہے اس لئے آئندہ بھی رہیں گے ——— (۱) روحانی دنیا کے ایڈیٹر کاشر برنی بھرپور ذمہ داری کے ساتھ اپنی نو طبع کتاب المختصر میں دعوے کرتے ہیں کہ حسن عسکری لاولد تھے (تقویم خیر القرون صفحہ ۱ طبع کراچی ۱۹۶۹ء) (۲) دہلی نظام المشائخ بارگاہ کے سجادہ نشین حسن ثانی نظامی بابا تاج الدین ناگپوری کے حالات اور کامٹی (سی پی) میں ان کے سالانہ عرس میں دعوت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ امام حسن عسکریؑ کی اولاد میں تھے۔ امام کے پوتے سید عبداللہ عرب سے مدراس میں تشریف لائے۔ (منادی دہلی ۳۲ ۳ شمارہ ۵ صفحہ ۱۴)

امام حسن عسکریؑ کو لاولد کہنا سورج کی روشنی سے انکار اور خود غرضی ہے جس سے حضرت حجت عجل اللہ ظہورہ کے وجود سے انکار میں مدد ملتی ہے۔ یہ نظریہ بھی غلط اور وہ اطلاع بھی صحیح نہیں جو سید عبداللہ کو گیارھویں امام کا پوتہ قرار دیتی ہے۔ عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا عیسائی کہتے ہیں۔ ان کی رائے صحیح نہیں۔ دامن قدرت پاک ہے ایسے رشتہ سے اسی طرح عرس کو کامیاب بنانے میں امام کی طرف نسبت غرض ذاتی ہے۔ حقیقت سے تعلق نہیں۔

سیرت امام حسن عسکریؑ میں مذہب باب بہاء پر ایک نظر

۱۔ گیارھویں امام کی خاموش زندگی پر قلم اٹھانے کے دوران تحریر میں کالج کے ایک نوجوان نے پڑھی ہوئی کتاب پیش کی جس میں ان خرافات کو یکجا کیا گیا ہے جو بابی مذہب نشر کر کے دنیا کو دھوکا دے رہے ہیں۔ کتاب ضخیم ہونے کے ساتھ آخر سے ناقص تھی جس کے صفحہ و سطر کا حوالہ دینے سے ہم قاصر ہیں یہ "ظہور قائم آل محمدؐ" کا نیا اڈیشن ہے۔ میں نے طبع سوئم کا مکمل مطالعہ کیا تھا جس کے دیباچہ میں اس بات پر فخر ہے کہ پندرہ سال میں دو مرتبہ چھپی اور آخر میں تیسرے اڈیشن کا غلط نامہ ہے

بہائی مذہب پر الواعظ میں برابر بحث ہوتی رہی اور بڑا طویل موضوع یہ ہے۔ مختصر طور پر ناظرین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس مذہب کی بنیاد مورخہ ۵ رجمادی الاولی سنہ[1] ۱۲۶۰ھ سوا آٹھ بجے رات کو ایران میں قائم ہوئی۔ بھارت میں اس کے ذمہ دار نمائندہ بلند شہر کے باشندہ آزاد حسین نامی ہیں جو اپنے کو شیعہ ظاہر کرتے ہیں۔ اور کراچی میں بہائی ہال ہے جس کے ذکر رسالہ کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ وہ اخبار[2] کے اشتہارات میں اپنے رہنما کو خاندان [illegible] کا فرد ظاہر کرتے ہیں حالانکہ ان کے لٹریچر میں ان سے پہلے علم پرور شاہ کے حکم سے قتل ہونے پر اپنی قربانی[3] سے بادشاہ کا ظلم اور اپنے فرقہ کو ہمدردی کا مستحق قرار دیتے ہیں۔

۲۔ بہائی لٹریچر میں ایک طرف تو عصر حاضر کے رجحانات کی تکمیل اور اقوام عالم کے جذبات کی پرورش کا دعویٰ ہے اور دوسری طرف اسلوب تصنیف میں وہ قدامت پرستی ہے کہ فرط انکسار سے نہ لکھنے والے کا تعارف ہے نہ مصنف کے عہد کا پتہ ہے۔ ولدیت نہیں ۔۔ مطالعہ کرنے والا سمجھتا ہے کہ سادات کی مشہور بستی جارچہ کے رضوی کنبہ کے کوئی بزرگ ہیں جو بہائی بالا ہی کو پہچان کر شیعت سے کٹ کر بہائی ہو گئے۔ اور اتنے زبردست عالم ہیں کہ لکھے چلے جاتے ہیں۔ کوئی

---

۱ الواعظ بابت مئی ۱۹۵۵ء ۲ رضاکار ۳ر اگست ۱۹۷۴ء ۳ ظہور قائم آل محمد صفحہ ۲۰۵ طبع کراچی

ان کی دلیل و برہان کو توڑ نہیں سکتا۔ کتاب اتنی مقبول ہے کہ بار بار چھپتی ہے اور دانشوران عالم قدر افزائی پر آمادہ ہر اڈیشن میں تحسین و آفرین سے نوازتے جاتے ہیں اور دل باغ باغ ہوتا ہے۔

مصر کے مصنفات یورپ کی مطبوعات اگر جدید طرز تحریر پر حاوی ہیں تو شرق وسطیٰ کے اہل قلم کوشش کرتے ہیں کہ وہ انداز جدید کو اپنائیں۔ زیر نظر اڈیشن پر ابو العباس رضوی جارچوی دیکھ کر معمولی نگاہ میں جو سمجھ میں آتا ہے وہ یہ کہ لکھنے والے کا نام پردہ خفا میں ہے۔ کنیت کے معنی ہیں عباس کے باپ اور خدا نخواستہ امام رضاؑ کی اولاد سے اور جارچہ کے رہنے والے۔ ان کی پیشکش تدوین شیرانہ ہوگی لیکن جو حالات کا جائزہ لے چکا ہے وہ لوح سے تمت بالخیر تک صفحات میں رو رہا ہی دیکھتا ہے اور ابو العباس کی کنیت بنت العنب کی کنیت سے زیادہ اسلام اور مسلمین کے لئے ضرر رساں ہے۔ بقول اکبر الہ آبادی ؎ اُس کی بیٹی نے اٹھا رکھی ہے دنیا سر پر "خدا کا شکر ہے انگور کے بیٹا نہ ہوا"

دریافت سے معلوم ہوا — جارچہ میں ایک شخص تھے۔ عابد حسین پٹواری۔ ان کے بیٹے کا نام شیخ علی امیر تھا۔ وہ مقام ڈاسنہ کے رہنے والے یہاں آکر آباد ہو گئے تھے انہوں نے دو بیٹے ابو العباس اور اختر عباس چھوڑے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ وقف منصبیہ میرٹھ میں حاصل کی جب اس درسگاہ کے مدرس اعلیٰ مولانا سید سبط حسین صاحب قبلہ مجتہد اعظم (متوطن جونپور) تھے۔ تو وہ مدرسہ سے علیحدہ کر دیئے گئے۔ تعلیم مکمل نہ ہونے سے فکر معاش میں ... ...

... ... ان کو بہتر روزگار مذہب کی تبدیلی میں ہاتھ آیا اور بہائی ہو گئے۔ تقسیم ہند پر ہجرت میں جمشید روڈ کراچی کی جھگی میں

قیام ہوا۔ اور اہل کراچی ان کو بھولے ہیں ان کی ابتدائی زندگی زیر نقاب ہے۔ انقلاب ذہنیت پر چار چے کے تمام شرفا، خورد و کلاں نے علیحدگی اختیار کی۔ ان سے تعلق ترک کر دیئے تھے اور "رضوی" لکھنے پر معترض تھے۔

کتاب سے پتہ نہیں چلتا ہے کہ وہ زندہ ہیں یا مر گئے۔ کس سنہ میں فوت ہوئے؟ کیا بیماری تھی؟ مرزا غلام احمد کی علت وفات تو قادیانیت پر نقد و نظر کرنے والے جانتے ہیں وہ قابل نفرت مرض ایلاؤس کی بیماری میں مرے۔ شیخ الرئیس صاحب قانون کی طبی عمر میں صرف ایک مریض نظر آیا تھا۔ جس کو منہ سے پاخانہ ہوتا تھا۔ جھوٹے دعاوی نبوت اور مداخلت فی الدین کرنے والوں کا دنیا میں بھی عبرتناک انجام ہوتا ہے اور آخرت تو اس کے ہاتھ سے گئی۔

---

(۳)

بھلا یہ کونسی دیانت ہے کہ کتاب میں اضافہ ہو رہا ہے اور وہ غیر موجود مصنف کے سر ہے۔ مرحوم کا لفظ اس لیئے نہیں لکھی ہے کہ وہ بہشت و دوزخ کے قائل نہیں ہیں۔ اس لیئے رحمت ایزدی کا کوئی سوال نہیں۔ اگر بہائیت کے تمام عقائد سے قطع نظر کی جائے تو جنت و نار سے انکار وہ زبردست دھچکا ہے جس کے بعد بحث کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور ہر بہائی اسلام سے کٹ کے رہ جاتا ہے۔ مگر کیا کیا جائے اس چالاکی کا کہ ضروریات اسلام سے انکار کے باوجود پھر اسلام کے پرچار پر زندگانی افسوسناک امر ہے۔ سورۂ محمد میں دودھ کے چشمہ کا ذکر ہے۔ وہ نہر لبن کا مضحکہ اڑا کر پوچھتے ہیں کہ بھینس کا دودھ ہے یا گائے کا۔ وغیرہ وغیرہ (ظہور دائم آل محمد صعث!!)

۴۔ گمنام مصنف جو اموات کی وکالت کرتا ہے نام ظاہر کرنے کی جرأت نہیں

یا ابو العباس کی روح کو اپنے نزدیک راحت پہنچانے کا تصور ہی ڈنکے کی چوٹ پہ کہتا ہے کہ حکیمہ خاتون کا وجود نہیں۔ امام حسن عسکریؑ لاولد یہ وہ سفید جھوٹ ہے جس کی مثال آسمان کے سایہ میں نہیں ملتی۔ جس کو ہمالیہ دکھائی نہ دیتا ہو۔ اور وہ آنکھوں والا ہو ایسے بینا سے کور مادر زاد بہتر ہے۔ دل کے اندھے نے قرآن حکیم کا وعدہ (پیغمبرا) آپ کو ہم نے کوثر دی۔ کثرت نسل کی۔ یہ وہ الٰہی پیش گوئی ہے جس کو آیات نماز اور غیر نماز میں مسلمان پڑھتے رہیں گے۔ اور کسی ایک کے جھٹلانے سے تکذیب نہیں ہو سکتی۔ منکر اپنا تعلق فرقہ شیعہ سے کہتا ہے اس لئے اس کی دھاندلی پہ توجہ کتب امامیہ کے ثبوت دینے سے حجت تمام ہوتی ہے۔ کس نے حکیمہؑ کے وجود سے انکار کیا۔ کسی ایک معتبر شیعہ کا نام لیا ہوتا۔ اسی طرح امام حسن عسکریؑ کو لاولد سمجھنے والوں کے نام ہم سمجھائیں صدر اول سے قرن رابع عشر تک ہر دور میں ولادت پر علماء اسلام کا قلم گواہ ہے مستقل کتابیں ضخیم ذکر سے ولادت امام زمان کے جشن ساحل دریا پہ نیمہ شعبان میں عریضوں کا ہجوم مشاہدہ کے ساتھ ساتھ اردو ادب میں جگہ پا چکا ہے۔

یوں قلزم اشک میں ہے نامہ میرا ٭ دیتے ہیں عریضہ جس طرح دریا میں
دریا میں عریضہ بھی جو ڈالا تو یہی لکھا ٭ ڈوبی ہوئی نبضیں ہیں بیمار محبت کی

اور چاپوچی صاحب ہیں کہ وہی مرغے کی ایک ٹانگ سا پہ ایمان ہے گیارھویں امام کے کوئی اولاد نہ تھی اب سنو اور آنکھیں کھول کر دیکھو۔ قانون اسلام میں دو گواہوں کے بیان پر فیصلہ ہوتا ہے۔ ہم شیخ مفید علیہ الرحمۃ کا نام پیش کرتے ہیں وہ امام حسن عسکریؑ کے جنازہ کا منظر یہ بیان کرتے ہیں:۔

صاحت سر من راٗ ضجۃ واحدۃ و عطلت الاسواق و رکب

بنو هاشم والقواد والکتاب والقضاة وسائر الناس الی جنازته فکانت سر من رای یومئذ شبیهاً بالقیامه (ارشاد شیخ مفید)

جب وفات کی خبر مشہور ہوئی تو سامرہ میں ایک کہرام تھا دکانیں بند ہوگئیں۔ ہاشمی جوان گھوڑوں پر سوار سلطانی پیش رو پرچہ نویس قاضیان شہر اور عام لوگ مشایعت جنازہ کے لئے چلے اس دن سامرہ کی زمین روز قیامت کا نمونہ ہو رہی تھی۔"

اس جم غفیر کو جس نے باپ کی نماز جنازہ پڑھائی سب نے دیکھا۔ تہرج نہیں بلکہ امام حسن عسکریؑ کی زندگی میں ولادت کے بعد سے عہد پدر میں دیکھنے والوں نے دیکھا۔ سن ۲۶۰ھ میں غیبت ہوئی مگر عثمان بن سعید عمری ان کے بعد ابوجعفر محمد بن عثمان، ان کے بعد حسین بن روح۔ ان کے بعد ابوالحسن محمد بن سمری اپنے اپنے دور میں انفرادی ملاقات کا شرف حاصل کرتے رہے۔ چوہتر برس تک لوگوں نے دیکھا پھر غیبت کبریٰ میں الخط نصف الملاقات علماء کے پاس خطوط آئے۔ زیارت ناحیہ صادر ہوئی۔ اور غیبت کبریٰ میں امام کا جمال دیکھنے والے شرف زیارت سے معزز اور ممتاز ہوئے۔ ملاقات امام اس عہد کی ایک مقبول کتاب منظر عام پر آئی مگر بابی مسلک کا تعلق اسی نظریہ سے ہے کہ گیارھویں امام کے اولاد نہ تھی۔ استحوذ علیهم الشیطان فانسهم ذکر اللّٰہ۔

زیارت ناحیہ کے خلاف جو آواز بلند ہے ایسا تو نہیں ہے کہ اس کا تعلق بابی فرقہ سے ہے یہ امر تحقیق طلب ہے مگر اس سلسلہ میں مدرسہ دینیات جعفری نارنگ تحصیل چکوال کے بانی مولوی غلام محمد صاحب جعفری نے جو فاضلانہ مضامین لکھے وہ نصرت دین ہے۔ حسینیت زندہ باد

شیعیت پر ایک اور حملہ تجاہل عارفانہ کا جواب

ہماری مظلومی کی ایک اعلیٰ مثال یہ ہے کہ جو سلجھے ہوئے خیالات کے مسلمان ہیں وہ بھی مخالفت کے نشہ میں ایسے بے خبر ہو جاتے ہیں کہ بہکی ہوئی باتیں رو تے ہوئے مصیبت زدہ کو ہنساتی ہیں حسن ثانی خلف خواجہ حسن نظامی مرحوم سے یہ امید نہ تھی کہ وہ اپنے سفر نامہ ایران زیارت مشہد مقدس سے مشرف ہونے پر ایسا کہیں گے۔

۱۔ دوسری حاضری مغرب کے بعد آستانۂ عالیہ پر ہوئی۔ ہجوم کا اس وقت بھی وہی حال تھا جو صبح کو تھا۔ بتایا گیا کہ ساری رات یہی کیفیت رہے گی جگہ جگہ نمازیں ہو رہی تھیں۔ مجھے جماعت کی تمنا تھی مگر معلوم ہوا کہ جماعت کا یہاں رواج نہیں۔ اعتقاد یہ ہے کہ حضرت امام مہدی کا ظہور ہو گا تو انہیں کے پیچھے جماعت کریں گے۔

(منادی دہلی جلد ۴۳ شمارہ ۱۲ صفحہ ۱۱ سطر ۲۵ کالم ۱)

۲۔ صبح کے سناٹے میں حرم کا لاؤڈ اسپیکر ساری فضا کو نغمہ بار کر دیتا ہے اذان کے نغمہ میں پرندوں کی سنگت بھی بڑا لطف دیتی ہے۔ میں نے شیعہ اذان عمر میں پہلی دفعہ سنی۔ ایک فقرہ کا اضافہ تھا۔ اشہد ان علیاً ولی اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ علی ولی اللہ ہیں — (منادی صفحہ ۱۳)

یہ دو ضروری اقتباسات ہیں۔ صاحبزادہ نے ایرانیوں میں سمت قبلہ کا لحاظ نہ رہنے کی شکایت۔ اور مذہبیات پر نکتہ چینی کی ہے۔ ولایت امیر المومنین کا اذان میں اظہار ان کو نئی بات معلوم ہوئی۔ بلاد کے چپہ چپہ میں اسی طرح اذان ہوتی ہے خلیفہ بلا فصل پر یہ مقصد مکمل ہوتا ہے پنجہ شریف اور درگاہ شاہ مردان دہلی میں کبھی شیعہ مؤذن کی اذان نہیں سنی۔ یہ حرمان ویسا ہی ہے جیسے ان کو حرم امام رضا کی

جماعتیں نظر نہ آئیں۔ تحت قبہ اور صحن شریف کے ہر گوشہ میں ان کو اپنے تخیل کے پردہ میں جماعت نظر نہ آئی۔ الصلوٰۃ خیر من النوم کا اضافہ جو اولیات حضرت عمر میں ہے اس ترمیم کے وہ عادی ہو چکے ہیں العادۃ کالطبیعۃ الثانیہ میں ہوتا ہے کہ اپنی آنکھ کا شہتیر دکھائی نہیں دیتا اور دوسرے کی آنکھ میں تنکے تلاش کرتے ہیں۔ ان کی تحریر سے یہ بات صاف نہیں ہو سکی کہ صرف مشہد ہی میں شیعہ طبقہ کا یہ جذبہ ہے کہ جماعت نہ ہو یا سارے شیعیان عرب عجم ہند میں فریقین کا اختلاف اسی دھاندلی کی بدولت ہے۔ منادی کا یہ نمبر جبتک دنیا میں باقی رہے گا شبہ باقی ہے کہ شیعہ نماز جماعت برپا نہیں کرتے لہٰذا بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ایران کے ائمہ مساجد کی ایک فہرست ملاحظہ ہو اور ناواقف کی نگاہ میں اقتدار ملت پر ضرب نہ پڑے۔

مجھے دو مرتبہ زیارت امام رضاؑ کا شرف حاصل ہوتے پر ضرورت نہ تھی کہ مشہد مقدس کی نماز جماعت کے ثبوت …… اور ائمہ مساجد کے نام حاصل کروں۔ عیاں راچہ بیان مگر میری تحریک پر عزیزی سید مقبول حسین سلمہ نے طہران سے فہرست حاصل کی جس کو ایک تاریخی افادہ سمجھتے ہوئے نقل کرتا ہوں۔ مشہد مقدس میں کئی سو مساجد ہیں جن میں مشہور یہ

مقام	امام	تعداد نمازی
مسجد گوہر شاد	آقائے شیخ احمد شاہرودی مدظلہ کی امامت میں	تقریباً آٹھ ہزار نفوس نماز پڑھتے ہیں
	علامہ حسین تبریزی	〃 〃 〃 〃 سات 〃 〃 〃 〃 〃 〃
	آقائے نجف آبادی	〃 〃 〃 〃 چھ 〃 〃 〃 〃 〃 〃
	آقائے سرابی	〃 〃 〃 〃 سات 〃 〃 〃 〃 〃 〃
	آقائے سبزواری	〃 〃 〃 〃 دس 〃 〃 〃 〃 〃 〃
	آقائے علم الہدیٰ	〃 〃 〃 〃 دس 〃 〃 〃 〃 〃 〃
صحن مقدس	آقا سید علی اصفہانی	〃 〃 〃 〃 دس 〃 〃 〃 〃 〃 〃
	آقائے میلانی اصفہانی	〃 〃 〃 〃 بیس 〃 〃 〃 〃 〃 〃

حرم مطہر | آقا سید محمد تانی مدظلہ کی امامت میں تقریباً چند ہزار نفوس نماز پڑھتے ہیں

آقا سید ابوالقاسم مجتہدی طباطبائیؒ " " " " پانچ " " " " " "

مسجد فیل | آقا سید محمد حسین وکیل " " " " " " پانچ " " " " " "

آقائے شاہرودی " " " " " " " " " " " " " "

مسجد میرزا جعفر | آقائے مروارید " " " " " دس " " " " " "

یہ حضرات مختلف اوقات میں نماز پڑھاتے ہیں۔ مثلاً کوئی ظہر و عصر اور جمعہ کو یکشنبہ، سہ شنبہ کوئی نماز مغرب میں بروز شنبہ و دوشنبہ، چہارشنبہ وغیرہ

(اقتباس از مکتوب طہران ۲۶ر فروری ۱۹۷۰ء)

حسن ثانی کو یہ جماعت نظر نہ آئی اور وہ ثواب جماعت سے محروم رہے حب الشی یعمی ویصم محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔ اور حق نظر آجائے تو باطل پر ایک نفر بھی نہ ہے

شکایت نہیں شکریہ

بعض اطلاعات ہیں چند جوشیلے مومنین نے راہنمائی کی ہے کہ میرے مقالات پنجابی اخبارات کے طبع شدہ جو بہت پرانے نہیں ہجرت کے بعد سپرد قلم ہوئی تھی اس سے کتابیں مرتب ہو گئیں اور کہیں حوالہ نہیں جواباً عرض ہے کہ یہ بہت پرانا رویہ ہے۔ سرقہ ہمیشہ قیمتی چیزوں کا ہوتا ہے۔ میں نظر انتخاب کی تعریف کرتا ہوں مرزا دبیر فرماتے ہیں۔ ؎

جو بند کے بند قطع کر لیتے ہیں
اللہ مرثیہ گویوں کو سلام اپنا ہے

یہ وہ نازک وقت ہے کہ اگر آپ اتحادِ ملت چاہتے ہیں تو عوام و خواص دونوں شیر و شکر ہو کر خدمت دین انجام دیں اور آپس کی نزاع کو فراموش کر دیں۔ غیر مسلم طاقتیں کمین گاہ میں ہیں ان سے مقابلہ افتراق کو دور کیے بغیر نہیں ہو سکتا۔ والسلام

آغا مہدی

۲۳ر محرم الحرام ۱۳۹۵ھ

ذاتِ زینبؑ کبرا

۱۳۹۳ھ

(از علامہ حکیم سید محمود گیلانی دام فضلہ سیالکوٹ)

بلند عرش سے ہے ذاتِ زینبؑ کبریٰ
فزوں فرشتوں سے درجاتِ زینبؑ کبریٰ

ثنائے حیدرؑ و حسنینؑ ہے ثنائے نبیؐ
ثنا نبیؐ کی ۔ مناجاتِ زینبؑ کبریٰ

کہا مسیحؑ نے اس کو دکن کی شہزادیؑ
نظر جب آئے کمالاتِ زینبؑ کبریٰ

مقام طور نہ جچتا نگاہِ موسیٰؑ میں
اگر وہ دیکھتے میقاتِ زینبؑ کبریٰ

نظر کرے کوئی مرضاتِ ربِّ رحماں پر
کہ بن گئے ہیں جو مرضاتِ زینبؑ کبریٰ

زمیں سے تا بہ فلک اس کی ہر جگہ منزل
کہاں نہیں ہیں مقاماتِ زینبؑ کبریٰ

اسی کی گونجوں سے تھرائے کفر کے ایواں
یہیں تو گونجے ہیں خطباتِ زینبؑ کبریٰ

گرج ہے شیر کی یا صوتِ خواہرِ شبیرؑ
وعید بن گئیں آیاتِ زینبؑ کبریٰ

رہیں گے یاد قیامت تک اہلِ ایماں کو
وہ دن، وہ راتیں، وہ لمحاتِ زینبؑ کبریٰ

جو ہیں مصائب و آفاتِ سید الشہداءؑ
وہی مصائب و آفاتِ زینبؑ کبریٰ

خدا کا دین فراموش کر نہیں سکتا
کہ لازوال ہیں خدماتِ زینبؑ کبریٰ

یہ ہو رہا ہے جو دنیا میں ذکر و فکرِ حسینؑ
سبب ہے اس کا فقط ذاتِ زینبؑ کبریٰ

ہے اس کی مدح سے روشن چراغِ اہلِ یقیں
کہ نور بار ہیں لمعاتِ زینبؑ کبریٰ

کرم ہے حضرتِ مہدیؑ کا ہم پہ اے محمود
جو زیبِ قلب ہیں حالاتِ زینبؑ کبریٰ

۱؎ عنوان بالا سے سال ختم تصنیف واضح ہوتا ہے قیمت صرف آٹھ روپے علاوہ محصول ڈاک

سوانح
لال شہباز قلندرؒ

کی طباعت کے موقع پر علامہ گیلانی کی تاریخ دو ایچ کے کاغذ پر وصول ہوئی تھی جو کاغذات میں بعد از وقت سامنے آگئی بمعذرت کے ساتھ درج ہے۔ یہ کتاب دو روپیہ پچاس پیسے میں علاوہ محصولڈاک حاصل کر سکتے ہیں

ہیں آقائے مہدی نجیب و شریف
ہیں گو آپ بوڑھے قلم ہے جواں
یہ خامہ کی رعنائیاں آپ کی
قلمکاریوں کی ثنا رکب کرد ل
نہ سیرت نگاری میں ان کا شریک
قلندر جو اک لال شہباز تھے
فنا فی المحمدؐ وہ عبد قدیر
بہ فرمائش مومنینِ کرام
انہیں جمع کرنا کچھ آساں نہ تھا
جمیل اس کا ہر حرف اور معتبر
سوانح کا ہے یہ خلاصہ نچوڑ
جو کی فکر تاریخ محمود نے

یہ کرتے ہیں تبلیغِ دینِ حنیف
توانا ہے کلک اور خود ہیں ضعیف
ہیں سب اللہ اللہ حق کی حبیب
ہے باطل کی یہ ابتدا سے حریف
نہ تاریخ دانی میں کوئی حلیف
ہے آرام گہ جن کی سیون شریف
وہ مست ولائے علی نظیف
لکھے ان کے حالات جو ہیں لطیف
مگر اب ہیں لاریب و شک یہ منیف
ہر اک لفظ اس کا لطیف و ظریف
ہے تاریخ کی جاں حیاتِ شریف
تو ہاتف نے دی یہ صدائے لطیف

جو پوچھے کہ ہے لال شہباز کون؟
کہو ہے شہنشاہ سیون شریف

۱۳۹۲ھ

سید علی آصف (پونہ)

سابق انجمن عسکری کا ماتمی دستہ